قاتل حسینؓ کون ؟

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ تعالےٰ

کا

چوک بیگم کوٹ لاہور میں خطاب عام

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ..... الخ ....

حضرات مجھ سے بیشتر میرے بھائیوں، ساتھیوں، علمائے کرام نے آپ کے سامنے سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرامؓ کے بارے میں اور اُن کے مناقب، اُن کے محاسن اور ان کے فضائل کے بارے میں قرآن و سنّت کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ان خیالات میں کہیں کہیں اس بات کا بھی تذکرہ ہوا کہ یار لوگوں نے تو محواہ آج کل کے اس دور میں جب کہ ملک کو اتحاد اور اتفاق کی از حد ضرورت ہے اور جبکہ ہم کو من حیث القوم اور پاکستانی ہونے کی حیثیت سے اس بات کا عہد کرنا چاہیے تھا کہ ہم ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اسلام کے دشمنوں کے خلاف۔ اللہ کے دشمنوں کے خلاف اور اللہ کے حبیبؐ کے دشمنوں کے خلاف متحد ہو کر علم جہاد بلند کریں گے۔ ہم ایک دوسرے سے بلا وجہ اور نامناسب انداز میں الجھ رہے ہیں۔ جس کا کوئی حاصل اور جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور حیرانگی کی بات یہ ہے

کہ ان مسائل پر ہم الجھ رہے ہیں جن مسائل کی آج کے اس زمانے میں کوئی ضرورت نہیں۔ یا تو کوئی نئی بات ہو جس پر جھگڑا کیا جائے۔ پھر تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان یہ اختلاف ہو گیا ہے۔ کہ اس بات پر ہم جھگڑ رہے ہیں یا جس اختلاف کی صورت میں کوئی حل نکل آئے۔ کوئی نتیجہ نمودار ہو جائے۔ تب بھی جھگڑنے کا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ کہ میری زمین ہے دوسرے نے لے لی ہے میں جھگڑ رہا ہوں تاکہ میری زمین واپس مل جائے۔ پھر تو واقعی جھگڑنا چاہیے لیکن یہ ایک ایسا جھگڑا ہے جس کا کوئی فائدہ، کوئی نتیجہ اور کوئی حاصل نہیں ہے۔ ماسوائے اس بات کے کہ امت کے ذہنوں میں ان پاک ہستیوں کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں کہ اگر وہ پاک وجود نہ ہوتے تو آج ہم، ہمارے گھروں والے، ہماری اولادیں ہمارے اباؤ اجداد مسلمان نہ ہوتے۔ آج ہم بھی دریائے گنگ کے پار رہنے والوں کی طرح "جنجو" بن کے تین سو ساٹھ ۳۶۰ خداؤں کے پرستار ہوتے ان کی پوجا کر رہے ہوتے۔ آج ہم اگر مسلمان ہیں۔ اپنے آپ کو حلقہ بگوشانِ اسلام کہتے ہیں۔ نبی کے جانثاروں میں ہمارا شمار ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات کا طوق غلامی ہم اپنے گلے میں ڈالے ہوئے ہیں۔ آپ کی محبت کے ہم نعرے بلند کرتے ہیں۔ تو اس کا سبب یہ ہے کہ ان پاکباز ہستیوں نے اس پودے کو جسے نبیؐ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ اسے اپنا خون دے کر سینچا۔

ہماری حالت عجب ہے کہ جس درخت کے نیچے ہم تپتی ہوئی دوپہر میں ستانے کے لیے آرام کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اسی درخت کو کاٹنے کے لیے ہاتھ میں کلہاڑے لے کر دوڑ رہے ہیں۔

آج کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتا، فاروق رضی اللہ عنہ نہ ہوتا، ذوالنورین رضی اللہ عنہ نہ ہوتا رضوان اللہ علیہم اجمعین، علی مرتضےٰ نہ ہوتے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہم لوگوں نے

مسلمان ہوتا تھا اور ہر جگہ میں نے حضرت علیؓ کا نام لیا ہے لیکن یارو! نہ جانے تمھیں پہلے تین کا نام لیتے کیا تکلیف ہوتی ہے۔ ہماری بات سمجھ میں نہیں آتی ایک موٹی سی بات ہے۔ مولانا نے تو آپ کو بہت قرآن سنایا۔ لیکن نہ جانے کب ہمارے دل کھلیں گے کہ قرآن ہم سمجھیں۔ میں ایک چٹکی بات آپ کو بتاتا ہوں کبھی سوچنے کی زحمت گوارا کی ہے۔ کہ اگر صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ کو اسلام کی تاریخ سے نکال دیا جائے تو اسلام کی تاریخ کا آغاز کہاں سے ہوگا۔ کبھی تم نے سوچا ہے۔ اس تاریخ کی ابتدا کہاں سے ہوگی۔ بتلاؤ! اسلام کا آغاز کہاں سے شروع کروگے۔ کونسے اسلامی نظام کے نفاذ کا اپنے ملک میں مطالبہ کرتے ہو؟ اس کی مثال کوئی کائنات میں بتلا سکتے ہو۔ کونسا نظام؟

اگر تم انصاف کرو تو تمھیں ماننا پڑے گا کہ نظام قائم کرنے سے پہلے ایک جگہ کی ضرورت ہے جس میں نظام قائم کیا جائے۔ اور بتلاؤ۔ وہ جگہ تمھیں کس نے مہیا کی تھی۔ علیؓ آئے، انھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم لہرایا لیکن انصاف کی بات کرو۔ پرچم لہرانے کے لیے جگہ کس نے بخشی تھی۔ کبھی سوچا ہے۔ علیؓ کا بہت بڑا کمال ہے کہ اس نے اسلام کے پرچم کو تھاما۔ اور آگے چلو حسینؓ کا بہت بڑا احسان کہ اس نے تمہارے الفاظ میں امت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو ڈوبنے سے بچایا۔ اور ڈوبنے سے تو حسینؓ نے بچایا ہے۔ اس ناؤ کو کس نے بنایا ہے۔ کبھی یہ بھی سوچا ہے۔ پھر بات تو بڑی واضح ہے کہ تم کہتے ہو کہ ڈوبنے کا وقت آیا تو حسینؓ نے خون دے کے بچایا؟ اس کا مطلب ہے پہلے تو ڈوب نہیں رہی تھی۔ پہلے تو سلامت تھی۔ تبھی تو حسنؓ کو اس کو بچانے کی ضرورت نہ پیش آئی۔ تبھی تو علیؓ کو اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر کوفے کی طرف آ کر کسی لشکر سے لڑائی نہ لڑنی پڑی۔ اگر بیٹا لڑ سکتا ہے تو باپ کی زندگی میں ناؤ ڈوبتی نظر آتی تو وہ نہ لڑتا۔

ن کی توہین کر رہے ہو کبھی تم نے سوچا ہے؟ کہ ؎

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

تم کہتے ہو نبی رخصت ہوئے ساری کائنات مرتد ہوگئی صرف تین آدمی مسلمان رہ گئے۔ میں نے تمہاری کتاب اٹھائی کہ ان تین آدمیوں کا نام پڑھوں میرے دل میں تھا کہ ان تین میں سے ایک نبیؐ کا چچا ہوگا جس کو نبیؐ نے کہا تھا اَلعبّاسُ مِنّی وَاَنَا مِنْہُ۔ عباسؓ صرف میرا چچا ہی نہیں میرا باپ بھی ہے۔ مَیں نے سوچا تھا کہ ان میں ایک ابوطالب کا بڑا بیٹا عقیلؓ ہوگا۔ مَیں نے سوچا تھا کہ اُن میں ایک علیؓ ہوگا مَیں نے سوچا تھا کہ ان میں ایک فاطمہ ہوگی۔ مَیں نے سوچا تھا کہ ان میں ایک حسینؓ ہوگا لیکن جب مَیں نے "اصول کافی" کو اٹھایا جب میں نے تمہاری کتاب "رجال کشی" کو اٹھایا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ صرف تین آدمی بچے۔ ایک سلمانؓ تھا دوسرا ابوذرؓ تھا تیسرا مقدادؓ تھا۔

او مجھے بتلاؤ نبیؐ کا گھرانہ کہاں گیا ہے؟

نعرے لگے دشمنانِ صحابہؓ .... مردہ باد۔

کسی کو مردہ نہ کہو، ہم تو تمھیں بھی زندہ کرنا چاہتے ہیں ہماری آرزو یہ ہے خدا کی قسم! ہم تمھاری تباہی کی دعا نہیں مانگتے تمہاری ہدایت کی دعا مانگتے ہیں۔

بددعا نہیں مانگتے: اس لیے کہ میرے دین میں گالیاں ہے ہی نہیں میرا دین تو ہے ہی تولّا۔ ابوبکرؓ ہو تب بھی تولّا۔ فاروقؓ ہو تب بھی تولّا۔ ذوالنورینؓ ہو تب بھی تولّا۔ حیدرؓ ہو تب بھی تولّا۔ حسنؓ ہو تب بھی تولّا۔ حسینؓ ہو تب بھی تولّا۔ او تبرا تیرے ہاتھ میں آیا۔ تو نے میرے بڑوں کو گالی دی اور نہ جانا کہ

اپنے گھر کا بھی صفایا کر دیتے۔ تو نے سوچا کبھی نہیں بس وہ جن کا مسلک پیار کا ہوتا ہے۔ وہ پتوں کو بھی بچا لیتے ہیں بیگانوں پر بھی چھینٹے نہیں پڑنے دیتے۔ اور جن کو دشمنی کی عادت پڑ جائے جن کو کاٹنے کی عادت پڑ جائے۔ وہ جلے ہوئے تنکوں کے ساتھ ساتھ سرسبز و شاداب درختوں کو بھی کاٹ دیتے ہیں جن کو کاٹنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ گالی دینے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اور حافظ عبداللہ صاحب زور لگا رہے تھے۔ نبی کا اہلِ بیت کونسا ہے۔ بیویاں ہیں کہ بیٹیاں ہیں کہ گھر والے، بات ٹھیک تھی لیکن میں کہتا ہوں کہ حافظ صاحب یہ قوم سیدھی سادھی ہے۔ ان کو کہو جن کو تم اہلِ بیت مانتے ہو۔ ہم انہیں کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ تم چلو تو سہی۔ ہمارے ساتھ آؤ تو سہی۔ آؤ دل تبدیل کرو تو سہی۔ سینوں سے لگو تو سہی؟

آؤ تم اُن کو اہلِ بیت نہ مانو جن کو قرآن کہتا ہے۔ تم ان کو اہلِ بیت مان لو جن کو تم کہتے ہو۔ ہم انہیں کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ انہیں کے ساتھ چلو اُن سے پوچھو! اُن سے صدیقؓ کے بارے میں پوچھو؟ ان سے فاروقؓ کے بارے میں پوچھو! ان سے ذوالنورینؓ کے بارے میں پوچھو! اور جاؤ نہج البلاغہ[1] کو اٹھاؤ۔ یزدانی صاحب[2] بھی جوش میں تھے کہہ رہے تھے (پریشان تھے۔ اللہ ان کی پریشانی دور فرمائے) کہہ رہے تھے تم نہج البلاغہ لے کر آؤ ہم قرآن لے کر آتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں نہیں۔ تم نہج البلاغہ لے کر آؤ۔ ہم نہج البلاغہ تمہیں کھول کے دکھاتے ہیں۔ آؤ تو سہی۔ قسم ہے ربِ کعبہ کی کافر ہے جو اپنی کتاب کا

۱۔ شیعوں کی سب سے مقدس کتاب ہے جسے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے لکھی ہے

۲۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن یزدانی شہیدؒ کا بیٹا سخت بیمار تھا جسکو دشمنوں نے شہید کر دیا یہ آپ کو پریشانی تھی

نام لے۔ کتاب تمہاری زبان ہماری۔ مزہ کیا ہے اپنی کتاب کے حوالے سے منوانا یہ کیا بہادری کی بات ہے۔ اپنی کتاب نہیں کتاب تمہاری۔ ذرا ہماری انگلیاں تو لگنے دو دیکھو کیسے بولتی ہے۔ تم نے کتاب رکھی ہوئی ہے بند کر کے ہم نے کتاب تمھیں کھول کے دکھائی۔ آؤ بیگانوں سے نہ پوچھو۔ اپنوں سے پوچھو۔ جن کو تم اہلِ بیت کہتے ہو۔ نہج البلاغہ تمہاری کتاب تمہاری چھپی ہوئی تمہاری شائع کردہ۔ کاغذ تمھارا، سیاہی تمھاری، قلم تمھارا، تاریکی تمھاری۔ روشنی میری ہے۔ آ! ذرا سن لے علیؓ آیا ہے عثمانؓ کے پاس۔ لوگوں نے کہا۔ علیؓ! عثمانؓ کو جا کے سمجھاؤ۔ آئے سمجھانے۔ جاؤ! اٹھاؤ نہج البلاغہ کو۔ اس گاؤں کے چوہدری موجود ہیں۔ حکومت کے سی۔ آئی ڈی کے آدمی موجود ہیں اور ہم تو ایسے خوش نصیب ہیں جہاں ہم جاتے ہیں۔ سی آئی ڈی سپیشل آتی ہے ہمارے لیے ہاں اس لیے کہ۔ ؎

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تو فقط اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ اللہ ہو

آ! میں تجھے بتلاؤں، نہج البلاغہ میں کیا لکھا ہے۔ اسی لاہور میں رہتا ہوں اسی جگہ بستا ہوں۔ حوالہ میرے ذمے اور جاؤ! اس گاؤں کے چوہدریو! تم گواہ رہنا کعبے کے رب کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔ اور پاس کچھ نہیں اپنی کارٹی اس کو انعام میں دینے کے لیے تیار ہوں جو حوالہ غلط ثابت کرے؟

آؤ جن کو تم اہلِ بیت کہتے ہو۔ انھی سے پوچھو۔ علیؓ۔ تو سید اہل بیت ہے؟ ذوالنورین کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ کہتا ہے؟ ذوالنورینؓ! لوگوں نے کہا میں تجھ کو سمجھاؤں ہائے سبھائی تھے کہتے والے۔ مجبور کرنے والے کہتے تھے۔ یہ باب علم ہے اور جو علم کے دروازے سے نہ گزرے اس کا

نہیں۔ آؤ باب علم سے پوچھو۔ بابِ علم نے عثمانؓ کو کیا کہا؟ کہا لوگوں نے کہا تجھ کو سمجھاؤں لیکن تیرے پاس آکر کہتا ہوں تجھ کو کیا سمجھاؤں اَنْتَ تَعْلَمُ وَمَا اَعْلَمُ جو کچھ مجھ کو پتہ ہے۔ تجھ کو مجھ سے زیادہ پتہ ہے۔ پوچھو تو سہی۔ یہ بھی اہل بیت ہیں۔ وہ تو بعد کی بات ہے کہ اہلِ بیت کون ہیں وہ بھی فیصلہ کر لیں گے۔ تم انہی کو مانو کہ یہ بھی ہمارے ہیں اور ہمارے ہم کو چھوڑ کے جا سکتے نہیں! او! جن کے ہوتے ہیں ساتھ دیتے ہیں اور دیکھنا پھر کس کے ہیں۔ کتاب تیری ہاتھ میرا۔ اس کو کہتے ہیں۔ ؎

جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

کہا جو ہم جانتے ہیں تو جانتا ہے۔ جتنا نبیؐ سے ہم نے سیکھا اتنا تو نے سیکھا۔ جتنا نبیؐ کو ہم نے دیکھا، اتنا تو نے دیکھا۔ ابو بکرؓ و عمرؓ۔ نام لے کر کہا۔ وہ بھی نبیؐ کے پاس بیٹھے انھوں نے بھی نبیؐ سے سیکھا۔ انھوں نے بھی نبیؐ سے حاصل کیا۔ وہ بھی نبیؐ کی صحبت سے اکسیر بنے وہ بھی نبیؐ کی صحبت سے کندن بنے وہ نبیؐ کی نظر سے آسمان کی بلندیوں سے ہمکنار ہوئے۔ لیکن عثمانؓ ایک شرف تجھ کو حاصل ہوا جو اُن کو بھی حاصل نہ ہوا۔ اَنْتَ مِنْ سِیرۃٍ مَا لَمْ یَنَالُہٗ او تجھ کو نبیؐ نے دو بیٹیاں دیں۔ کائنات میں کسی کو دو نہیں دیں۔ آؤ تو سہی۔ عثمانؓ کو کہتا ہے تجھ کو نبیؐ نے دو دیں کائنات میں کسی کو نبیؐ نے دو بیٹیاں نہیں دیں۔ ہائے اور بات ہو رہی تھی وراثت کی۔ کیا کہوں۔ ؎

اُڑا دی بلبلوں نے۔ قمریوں نے۔ عندلیبوں نے
چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستاں میری

کیا کہوں کیا نہ کہوں۔ وقت تھوڑا۔ کوئی بات نہیں جی چاہتا ہے کہ تھوڑے سے وقت میں کچھ کہہ جاؤں۔ سن لو ذرا۔ توجہ سے سننا۔ کہہ رہے تھے مسئلہ وراثت کا ہے۔

تو قاضی صاحب نے خوبصورتی سے اشارہ کیا۔ اور میں کہتا ہوں اور ایک طریقے سے سنو کہنے ہیں یہ وارث ہے خلافت کا، کیوں وارث ہے کہتے ہیں چچے کا بیٹا تھا۔ ہم نے کہا یہ اکیلا ہی تھا۔ کوئی اور بھی تھا کہ نہیں اگر اکیلا تھا تو یہ سچ ہے اگر اور تھے تو اس کو کیوں نہ ان کو کیوں نہ ملی۔ اس کا بڑا بھائی تھا کہ نہیں یہ تو چھوٹا تھا۔ عقیلؓ اس سے بڑا تھا۔ وہ بھی ابوطالب کا بیٹا یہ بھی ابوطالب کا بیٹا۔ پھر یہ چچے کا بیٹا تو عبداللہ ابن عباسؓ نہ تھا کہ نبی نے رات کی تاریکی میں اس کو اپنے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ماتھا چوما، ہونٹوں کو اپنے لب ہائے مبارکہ سے لگایا۔ کہا اللّٰھم علمہ القرآن وفقہ فی الدین۔ اللہ! قرآن اُتارا مجھ پہ ہے۔ سمجھا اس کو دے وہ نہیں تھا عبیداللہؓ نہیں تھا۔ او چلو بات چھوڑو۔ چچے کا بیٹا تو بیٹا ہے اگر وراثت چچے کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ملتی تو عباسؓ کو کیوں نہ ملی۔ وہ تو چچا تھا۔ یہ تو چچے کا بیٹا ہے اور جس کی وجہ سے رشتے داری بنی وہ خود موجود ہے۔ اس کو کیوں نہ ملی۔ کہتے ہیں! چچے کا بیٹا ہونے کی وجہ سے نہیں داماد تھا۔ ہم نے کہا یہ ایک بیٹی کا شوہر تھا اس کا حصہ بن گئی اور جو دو کا تھا۔ اس کو کیوں نہ ملی۔ علیؓ کے گھر ایک بیٹی تھی۔ ذوالنورینؓ کے گھر دو بیٹیاں تھیں اس کو کیوں نہ ملی۔ کوئی بات کرتے ہو۔ وراثت کی بات! اور وراثت کی وہ لوگ بات کرتے ہیں جن کا مذہب ہی وراثت پر ہے قاضی صاحب نے تو ویسے ہی ہماری وجہ سے بات کو مختصر کر دیا تھا تمھیں پتہ نہیں کہ ان کے مذہب کی بنیاد وراثت پر ہے۔ باپ کے بعد بیٹا۔ بیٹے کے بعد پوتا۔ پوتے کے بعد پڑپوتا۔ پڑپوتے کے بعد اس کا پوتا۔ پھر اس کا پوتا اور جب اولاد نہ ہوئی کہنے لگے امامت ہی ختم ہو گئی ہے۔ تمھاری! تمھارا تو مسئلہ ہی وراثت

لے پروفیسر قاضی مقبول احمد صاحب علامہ شہید کے قریبی ساتھی ہیں۔

پر ہے جب ۔ نیا نہ رہا تم نے امامت بھی گم کر دی۔ تمھاری بات کیا ہے۔ تم کیا اعتراض کرتے ہو۔ درایت. کوئی مسئلے ہیں؟

آؤ۔ اہلِ بیت سے پوچھو۔ کون اہلِ بیت؟ آج فاروقؓ کو۔ صدیقؓ کو بُرا کہتے ہو۔ ان اہلِ بیت سے پوچھو تو سہی۔ ان کی کیفیت کیا تھی۔ جاؤ! اٹھاؤ کتاب الشافی کو۔ تمھارے عَلَم الھدیٰ کی۔ نام اس کا مرتضےٰ تھا۔ تم نے کہا اس کا نام مرتضیٰ نہیں ہدایت کا نور ہے۔ ہم نے کہا کتاب اس کی، حوالہ علیؓ کا۔ زبان میری اور دماغ تیرا۔ سن ذرا بات۔ عثمانؓ کے بارے میں یہ کہا۔ عمرؓ کے بارے میں کیا کہا۔ وفات ہوئی۔ شہادت ہوئی۔ کفن پہنایا گیا۔ سفید چادر ان کے لاشۂ مبارک پر ڈالی گئی۔ علی کو خبر ہوئی۔ آنکھوں میں آنسو آئے۔ قدموں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ جوان بیٹے حسنؓ نے سہارا دیا۔ دوسری طرف سے حسین نے پکڑا۔ بابا کیوں روتے ہو؟ کہا آج عمرؓ اکیلا نہیں گیا۔ اسلام ساتھ لے گیا ہے.....!

اس سے بیشتر بھی کہا تھا۔ جب صدیقؓ کو پرانے کفن میں نہلا کے رکھا گیا تھا۔ کہنے لگا۔ اللہ میری ایک بڑی آرزو۔ کتاب الشافی علم الھدیٰ کی تلخیص الشافی طوسی کی۔ امالی ابن بابلاقمی کی۔ تینوں کتابیں تمھاری۔ حوالہ علیؓ کا دل تیرا، زبان میری، غلط ہو تو گردن کو کٹوانے کے لیے تیار۔ آ ذرا بات کر کیا کہا۔ کہا اللہ ایک ہی آرزو ہے سننے والے سن رہے ہیں۔ کہا علیؓ کیا آرزو ہے، کہا آرزو یہ ہے۔ اللہ مجھ کو بھی اس طرح بنا دے۔ او علیؓ جس کی طرح بننے کی دعا کر رہا ہے تو اس کو گالی دے رہا ہے۔ کبھی سوچا ہے؟ اور اگر یہ تیرے تھے تو جاؤ پھر علیؓ سے پوچھو۔ اگر یہ تیرے تھے۔ حسنین کے بعد پہلا بیٹا ہوا۔ نام رکھا اپنے آقا کے نام پر محمد، کس کے نام پہ رکھا۔ تمھارے گھر بیٹا پیدا ہوتا ہے کس کے نام پہ نام رکھتے ہو۔ اپنے پیاروں کے نام پہ اپنے یاروں کے نام پہ۔ اپنے ماں باپ کے نام پہ اپنے دلداروں کے

نام پہ اپنے سینے میں ٹھنڈک والوں کے نام پہ کہتے ہیں وہ مٹ گیا ہے میرے گھر میں اس کا نام زندہ رہے اس کی یاد زندہ رہے رکھتے ہو کہ نہیں؟ علی نے نام رکھا۔ پہلا بیٹا حسنین کے بعد پیدا ہوا۔ یہ نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے تھے۔ علی نے نام رکھا۔ اٹھا ذرا اپنی کتاب الارشاد شیخ مفید کی۔ جلاء العیون ملّا باقر مجلسی کی فسون المتھمہ ابن سائح کی۔ کشف الغمۃ اربلی کی۔ اٹھا ذرا کتاب۔ پوچھ علیؓ سے آج تیرے گھر بچہ ہوا نام کیا رکھ رہا ہے؟ کہا بچہ ہوا۔ اپنے آقا کے نام پہ محمد رکھ رہا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا بیٹا ہوا۔ علیؓ مبارک ہو تیرے گھر دوسرا بیٹا آیا۔ کس کے نام پہ نام رکھ رہے ہو؟ نبی کے یار غار کے نام پہ ابوبکرؓ رکھ رہا ہوں۔ جاؤ۔ ؎

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

خدا کی قسم ہے صرف اس بات پہ فیصلہ کر دو۔ لڑائی ہم کو نہیں آتی جھگڑا ہم کو نہیں آتا۔ گالی دینے کا طریقہ ہم کو ہمارے بڑوں نے بتلایا ہی نہیں کہ:

ہمارا مذہب پیار، ہمارا مسلک محبّت، میری آواز محبّت ہے جہاں تک پہنچے۔

گالی نہیں دیتے۔ البتہ گالی سن کے بدمزہ بھی نہیں ہوتے اور کہتے کیا ہیں۔ ؎

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کے رقیب
گالیاں کھا کے بدمزہ نہ ہوا

کیوں بدمزہ نہیں ہوتے سوچتے ہیں کہ گالی دینے والے نے ہم کو ہماری وجہ سے تو گالی نہیں دی۔ ہم نے قتل نہیں کیا۔ چوری نہیں کی۔ ڈاکہ نہیں ڈالا۔ کیا کیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کی محبت کو اپنے سینے میں سموئے ہوئے ہیں اور تو کوئی جرم نہیں کیا۔

~ خوں نے نہ کردہ ایم کسے را نہ کشتہ ایم
جرمم ہمیں کہ عاشقِ روئے تو گشتہ ایم

اور سُن لو قسم ہے کعبے کے رب کی۔ ہم تو ہیں محبت والے ہم نے تو حجرِ اسود کو بھی اس لیے پیار کیا کہ آقائے مدینہ نے پیار کیا تھا۔ اور ہم نے صدیق ؓ کو بھی پیارا جانا کہ نبیؐ سے پوچھا گیا تھا تجھ کو کائنات میں سب سے پیارا کون ہے۔ اس نے کہا تھا۔ صدیقہ ؓ کا باپ صدیق ؓ ہے۔ ہم نے اس سے بھی پیار کیا تو نبیؐ کی وجہ سے کیا۔ ہم نے تو فاروق ؓ کو پیارا جانا تو نبیؐ کی وجہ سے جانا۔ ہماری علی ؓ سے بھی کوئی رشتے داری نہیں۔ اس سے بھی پیار کیا تو نبیؐ کی وجہ سے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ ~

جس کو تو چومتا ہے اس کو میری نگاہیں چومتی ہیں

ہمارا تو عقیدہ یہ ہے۔ ہمارا تو مسلک یہ ہے۔ ہمارا تو منظر یہ یہ ہے۔ اور گالیاں کھا کے اس لیے بد مزہ نہیں ہوتے کہ کمزور ہیں۔ بے طاقت ہیں۔ اور طاقت و قوت کا مظاہرہ دیکھنا ہو تو آؤ ذرا عمر ؓ کی تلوار سے دیکھو۔ ہم نے اس سے زیادہ کائنات میں کسی کو طاقتور نہیں دیکھا جب وہ تلوار لہراتا تھا تو آسمان کی پیشانی پر شکن پڑ جاتا تھا۔ تم نے دیکھا ہی نہیں۔ قصے ہم نے نہیں گھڑے۔ کہانیاں ہم نے بیان نہیں کیں۔ کہ کہانیوں کو اپنا مذہب وہ بنائے جس کے پاس اصل نہ ہو اس کو کہانیوں کی احتیاج اور ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جھوٹ کا سہارا کون لے؟ جس کے پاس سچ نہ ہو اور جس کے پاس پیسے نہ ہوں وہ کوکا کولا کے ڈھکنے اپنی جیب میں ڈال کر ان کو کھٹکھٹاتا ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے پیسے ہیں اور جن کی جیب میں روپے ہوں وہ کبھی کسی کی طرف پلٹ کے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ تو بنا قصے؟ خیبر کے دروازے کے تو بنا قصے۔ ذوالفقار حیدری ؓ، تو جو کہتا

ہے قصے بنا میں کہتا ہوں جا؟ ایران کے شہنشاہ کسریٰ سے پوچھ۔ وہ کون تھا! کہ جس کا نام آتا تھا تو تُو لرزنا شروع کر دیتا تھا۔ پوچھنا ہے تو ان سے پوچھ؟ ہم سے کیا پوچھتا ہے۔ وہ کون تھا جس نے آدھی دنیا کو اپنے پیروں کے نیچے روندا۔ وہ کون تھا جس نے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں کو اوندھا کیا! وہ کون تھا؟ جس نے شہنشاہوں کے تاجوں کو فقیروں کے قدموں میں ڈالا تھا؟ ہم کو قصے کی ضرورت نہیں ہے۔ جا اپنے گھر سے پوچھ۔ ہم سے نہ پوچھ۔ نہج البلاغہ سے پوچھ۔ وہ کون تھا کہ ساری کائنات جس کو قطب سمجھتی تھی۔ وہ کون تھا کہ ساری کائنات جس کو دانا سمجھتی تھی اس کو دانوں کا امام سمجھتی تھی۔ پوچھ جا کے نہج البلاغہ سے۔ فاروقؓ چلا لڑنے کے لیے دشمن سے کہا نہ جا! کہا کیوں نہ جاؤں۔ اگر تو چلا گیا۔ تو مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ چلا جائے گا۔ اگر تو نہ رہا تو مسلمان کہاں جائیں گے۔ کہا جاتا ہوں۔ کیا تسبیح تب سلامت ہے کہ اس کا امام سلامت ہے۔ امام سلامت نہ رہا تو تسبیح کے دانے بکھر جائیں گے۔ کس نے کہا تھا۔ او بتاؤ؟ پوچھو اہلِ کائنات سے کبھی انصاف سے بھی بات کر لیا کرو۔ گالی دینا تو بڑا آسان ہے۔ کائنات میں کون ہے جس کو گالی نہیں دی جا سکتی۔ ہم کو تمہاری ایک ایک عادت معلوم ہے اور وہ یہ کہ تم کائنات میں ہر شخص کو گالی دے سکتے ہو۔ گالی نہیں دے سکتے تو حکمرانوں کو نہیں دے سکتے؟ ہم کو معلوم ہے.......

آج آیت اللہ خمینی کا ورد کرنے والو! ؎

میں جانتا ہوں سب ذرا ذرا
تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

بتلائیے لاہور؟ بتلائیے پشاور؟ بتلائیے راولپنڈی؟ بتلائیے ملتان؟ بتلائیے کراچی جب شاہ زندہ تھا خمینی کو مار رہا تھا اس کے ساتھیوں کو قتل کر رہا

تھا۔ پورے پاکستان میں کون تھا جو خمینی کا نام لیتا تھا۔ ہم تھے کہ تم! اور کیا پوچھیں تم نے تو صرف چڑھتے سورج کو سلام کیا ہے۔۔۔۔۔

اور مؤرخین نے بتلایا کہ جب اٹھارہ ہزار لے کے نکلے۔ حکمران اکیلا بیس بائیس آدمیوں کے ساتھ آیا اور پھر ان کی کیفیت یہ تھی کہ مسلم ابن عقیلؓ کوفہ کے ایک ایک دروازے پر دستک دیتا تھا کوئی بندہ اس کے لیے اپنے دروازے کو ذرا کھولنے پر تیار نہیں تھا۔ ہم کو معلوم نہیں! خمینی کے لیے مقدمہ ہم پہ چلا۔ اس وقت اس کا نام ہم نے بلند کیا۔ ہم! مجھے بات کہنے کی عادت نہیں ہے۔ لیکن معاف کر دو تم نے حسین کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔ آج گواہ فلیٹی ہوٹل۔ یوم حسینؓ وہاں منایا گیا۔ مجھ کو وہاں بلایا گیا۔ اس وقت کا سفیر ایران جنرل نصیری اس وقت پاکستان میں ایران کا سفیر تھا۔ شیعہ بھائیوں نے یہ مجلس بپا کی تھی اور زندگی میں پہلا اور آخری موقعہ تھا کہ مجھے کسی شیعہ مجلس میں بلایا گیا۔ خمینی لڑ رہا تھا اس کے ساتھی مر رہے تھے۔ شاہ مار رہا تھا۔ سفیر ایران مجلس کا مہمان خصوصی تھا میں نے اپنا رخ پلٹ لیا۔ میں نے کہا میں ظالموں کے سفیروں کے سامنے تقریر کرنا گوارہ نہیں کرتا۔ ہم سوداگران حسینؓ نہیں سوگواران حسینؓ ہیں۔ سوگوار اور ہوتے ہیں سوداگران اور ہوتے ہیں۔ تم نے ہمیشہ ظالموں کا ساتھ دیا مظلوموں کا ساتھ چھوڑا۔ اور اگر مظلوموں کا ساتھ نہ چھوڑتے تو حسینؓ اس طرح بلکتا ہوا کربلا میں جان نہ دیتا۔ جاؤ! بات آئی ہے تو کر دوں؟ کوئی ایک بات ہو تو کہوں۔ یزدانی صاحب نے وقت ہی نہیں چھوڑا۔ میں سوچتا ہوں کیا کہوں کیا نہ کہوں۔ جاؤ دیکھو۔ او وہابیو سن لو! مدینے والو سن لو۔ حسینؓ کے ساتھ مدینے والے آخری وقت تک ساتھ رہے جاؤ۔ او کوفہ کی پرستش کرنے والو۔ جاؤ۔ ذرا اپنا کوفہ دیکھو۔ میرا مدینہ دیکھو۔ آجاؤ ذرا۔ آؤ ذرا تاریخ اٹھاؤ۔ جلاء العیون اٹھاؤ۔

مجلسی کی حیات القلوب اٹھاؤ۔ کلینی کی اصول کافی اٹھاؤ۔ طوسی کی امالی اٹھاؤ۔ ابن بابلہ کی شرائع الاسلام اٹھاؤ۔ شیخ مفید کی الارشاد اٹھاؤ۔ اربلی کی کشف الغمۃ اٹھاؤ۔ ابن سائغ کی الفسون المھمہ اٹھاؤ۔ اور مروجی کی تاریخ یعقوبی اٹھاؤ۔ ان سے پوچھو کون ساتھ رہا کون بھاگ گیا۔ مدینے والے صرف اکھٹے تھے اور مدینے والوں کا امام بہتر ہے۔ اکھٹے نے کہا۔ اور مدینے والوں نے وفا سیکھی ہے مر جائیں گے تیرا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ کوفیوں نے کہا ہم نے وفا کا نام ہی نہیں سنا۔ نہ تیرے باپ کا ساتھ دیا۔ نہ تیرے بھائی کا ساتھ دیا تو کہاں سے آگیا ہے۔

آؤ دیکھو ذرا مدینے والے کے وارث ہم ہیں۔ کوفے والے کے وارث تم ہو۔ جاؤ فیصلہ تم پر ہے ہم نے کبھی کوفے کا نام نہیں لیا۔ ہم نے جب نام لیا مدینے والے کا لیا۔ کہ ہماری منزل بھی وہی ہماری مراد بھی وہی ہمارے سفر کا آغاز بھی وہی۔ ہمارے سفر کا انجام بھی وہی۔ ہم نے کہا جو مدینے سے نکلا کوفے کی راہ پہ گیا۔ خالی نہیں آیا۔ بھر لٹا ہوا قافلہ ہی تھا۔

اگر کوفہ افضل ہوتا تو حسینؓ کا گھرانہ کوفے میں رہنا گوارا کرتا۔ جانتے ہو یزید نے جب پوچھا کہاں جاؤ گے۔ کہنے لگے جائیں گے تو اپنے نانا کے شہر مدینے جائیں گے۔ کوفے کا نام نہیں لیا۔ ہم نے کوفے کا نام سنا ہے۔ اور انداز سے ہم نے کہا "کوفی لا یوفی" کوفے والوں نے وفا کا نام نہیں سنا۔ اسی لیے تو زین العابدین جو اکیلا بچا تھا حسینؓ کی اولاد میں اکیلا بچا تھا۔ جب کوفے میں پہنچا کوفے کی عورتیں ماتم کر رہی تھیں۔ قسم ہے رب کعبہ کی۔ حوالہ تیری کتاب کا۔ او قسم کھا کے کہتا ہوں تاکہ یقین کرلے۔ یقین نہ آئے تو مقدمہ کرلے عدالت میں مجھے طلب کرلے۔ کعبے کے رب کی قسم ہے حوالہ نہ دکھاؤں ساری عمر کے لیے سٹیج پہ نہ آؤں گا۔ حوالہ ... کوفے کی عورتوں کو روتے ہوئے سنا۔ کوفے کے مردوں کو